تذکرۂ حضرت علامہ الحافظ القاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 11،ربیع الاول 1336ھ بمطابق 27،دسمبر 1918ء دوشنبہ(پیر) کے دن صبح صادق کے وقت بمقام شہر تعلقہ قندھار شریف ضلع ناندیڑھ ریاست حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کانام حضرت مولانا غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھا اور عالم باعمل اور حافظ قرآن بھی تھے۔

قندھار شریف میں آپ کے والد ماجد کے پاس کثیر زمینیں ہونے کے باوجود آپ نے اپنے علاقے کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض تقریباً 55 سال سرانجام دیئے۔

پاکستان بننے کے بعد قاری صاحب کے والد ہندوستان سے پاکستان تشریف لے آئے اور پاکستان ھی میں 20،ربیع الاول 1375ھ،بمطابق 11،نومبر 1955ء کو جمعہ کے دن آپ کا انتقال ھوا اور آپ کا مزار شریف میوہ شاہ قبرستان کراچی میں ھے۔

یہ بات تو شاید آپ کے علم میں ہوگی کہ حیدرآباد دکن سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک اپنی الگ ثقافت اور وضع قطع ھے اور یہ شہر علم وفضل کا مرکز کہلاتا ھے اور بے علم شخص کو یہاں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

غرض یہ کہ ایک ایسے شہر میں قاری صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی کہ جو علم وفضل کا مرکز تھا اور قاری صاحب علیہ الرحمہ کا ایک اور نام کہ جو بڑے بوڑھے پیار سے پکارتے تھے وہ نام" محبوب جانی" بھی تھا ابتداء میں تو قاری صاحب علیہ الرحمہ اپنے شہر کے ایک ھائی اسکول میں زیر تعلیم رھے اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید فرقان حمید ناظرہ بھی پڑھتے رھے اور اسکول کی زندگی میں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جب قاری صاحب نے دوسال میں چار کلاسیں بھی پاس کیں اس بات سے پتہ چلتا ھے کہ قاری صاحب بچپن ھی سے ذھین تھے دوسری طرف قاری صاحب نے قرآن مجید فرقان حمید بہت جلد مکمل کرلیا۔

جب قاری صاحب نے ناظرہ قرآن مجید مکمل کرلیا تو اب یہ مسئلہ خاندان والوں کے زیر غور آیا کہ آپ کو انگریزی تعلیم دلوائی جائے یا دینی تعلیم دلوائی جائے، خاندان کے چند افراد کا اس بات پر اصرار تھا کہ آپ کو انگریزی تعلیم دلوائی جائے مگر آپ کے والدین اس بات کے حق میں تھے کہ آپ کو دینی تعلیم ہی دلوائی جائے چنانچہ آپ کو آپ ہی کے خاندان کے ایک مشہور عالم دین حضرت مولانا حافظ علیم الدین صاحب کے پاس قرآن مجید حفظ کرنے کیلئے بٹھایا گیا۔

جب آپ اپنے اسکول میں ساتویں کلاس میں زیر تعلم تھے تو یہ وہ دور تھا کہ جب حافظ ملت حافظ عبد العزیز مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید فرقان حمید سنانے کیلئے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ارشاد پر قندھار شریف تشریف لے آئے، اسی اثناء میں آپ کے استاد حضرت علامہ مولانا علیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاری صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ بیٹا مصلح الدین صدیقی مجھے بہت ضروری کام سے قندھار شہر سے باہر جانا ھے اور مجھے یہاں آنے میں کئی دن بھی لگ سکتے ھیں اور مہینے بھی، لہٰذا تم ایسا کرو کہ حافظ ملت حافظ عبدالعزیز مبارک پوری رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کرو اور ان سے عرض کرو کہ وہ آپ کا قرآن مجید و فرقان حمید سنیں تو قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے استاد کا حکم بجالاتے ہوئے جب حافظ ملت حافظ عبدالعزیز مبارک پوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گئے اور ان سے ملاقات کی اور انھیں یہ بتایا کہ میں مولانا غلام جیلانی رحمتہ الہ علیہ کا فرزند ارجمند ھوں اور حضرت علامہ مولاناعلیم الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد بھی ھوں تو حافظ ملت بہت خوش ہوئے اور قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی عادت کے مطابق حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بڑے پیار و محبت سے پیش آئے ، قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حافظ ملت سے اپنی دینی اور دنیاوی تعلیم کا تذکرہ کیا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ھوں کہ آپ میرا قرآن مجید فرقان حمید سنیں تا کہ میں حافظ قرآن بن جاؤں حافظ ملت نے جب یہ بات سنی تو بہت خوش ہوئے اور قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ اپنے والد محترم کو میرے پاس بھیجیں۔

چنانچہ قاری صاحب حافظ ملت سے ملاقات کرنے کے بعد جب اپنے گھر آئے تو اپنی والدہ محترمہ سے سارا واقعہ بیان کیا اور حافظ ملت کی اپنے ساتھ خصوصی شفقت اور محبت کا تذکرہ کیا اور اپنی والدہ سے کہا کہ حافظ ملت نے ابا جان کو بلایا ھے ۔ چنانچہ جب آپ کے والد گھر آئے تو آپ کی والدہ نے اپنے بیٹے مصلح الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ آپ حافظ ملت سے ضرور ضرور ملاقات کریں، انھوں نے آپ کو یاد فرمایا ھے۔ تو حضرت

قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد حافظ ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بہت متاثر ہوئے ، حضرت قاری صاحب کے والد نے حافظ ملت سے کہا کہ حضور میں نے اپنی اور مصلح الدین کی آخرت سنوارنے کے لئے اپنے اس اکلوتے بیٹے کو حفظ قرآن کی طرف لگایا ہوا ہے ، آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ بچے کی تعلیم کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہوتی ہیں تو حافظ ملت رحمتہ اللہ علیہ نے بہت پیار اور متاثر کن مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ مولانا غلام جیلانی صاحب بچے کی تعلیم کے لئے دو چیزیں بہت ضروری ہوتی ہیں :

نمبر1............ یا تو بچے کو اس شخص سے پڑھایا جائے کہ جس کو غرض ہو یا وہ پڑھاسکتا ہو۔

نمبر2............ یا پھر بچے کو اس شخص سے پڑھایاجائے جسے پڑھانے کا درد ہو۔

اور مشورہ دیتے ہوئے حافظ ملت رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ باپ سے زیادہ غرض بھی کسی کو نہیں ہوتی اور باپ سے زیادہ درد بھی کسی کو نہیں ہوتا ۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ خود مصلح الدین صدیقی کو پڑھائیے چنانچہ آپ کے والد محترم نے حافظ ملت کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اپنے صاحبزادے مصلح الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن مجید و فرقان حمید حفظ کرانا خود شروع کیا، یہی وجہ تھی کہ قاری صاحب نے 14سال سے بھی کم عرصے میں قرآن مجید فرقان حمید حفظ کرلیا ۔ پھر قاری صاحب کے والد محترم نے حافظ ملت سے مشورہ کیا کہ اب مصلح الدین صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے لئے کیا کرنا چاہیے تو حافظ ملت حافظ عبدالعزیز مبارک پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک اور متاثر کن مشورہ دیا ، مولانا غلام جیلانی جس طرح آپ نے اپنے بیٹے مصلح الدین صدیقی کو حافظ قرآن بنایا ہے اسی طرح آپ اپنے بچے کو عالم دین بھی بنائیے تا کہ وہ سرکار کریم ﷺ کے دین کی خدمت اچھی طرح سے کرسکے اس طرح آپ کا بیٹا مصلح الدین صدیقی اس دنیا میں بھی کامیاب ہو گا اور ان شاء اللہ آخرت میں بھی سرخروہو گا ۔ چنانچہ لوگوں نے دیکھا کہ حافظ ملت رحمتہ اللہ علیہ کی پیشن گوئی حق ثابت ہوئی ۔ غرض یہ کہ حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم نے حافظ ملت کے مشورے کو سنا اور پسند فرمایا مگر اس وقت جو مسئلہ سب سے زیادہ درپیش آیا وہ یہ کہ اس وقت ہندوستان کے حوالے سے علم دین کا سب سے بڑا مرکز مبارک پور اعظم گڑھ تھا اور یہ شہر حیدر آباد دکن سے بہت دور ہے کیونکہ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے بھی تھے اس لئے آپکے والدین شروع میں راضی نہیں تھے کیونکہ ہر ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے فطرتاً کہ انکی اولاد ان کے سامنے ہی رہے ان سے کبھی دور نہ ہو اور وہ بچہ کہ جو اپنے والدین کا اکلوتا بیٹااور لازماً ماں باپ جس سے بہت زیادہ محبت کرتے ہوں۔ غرض یہ کہ بعد میں آپ کے والدین اپنے بیٹے کی بھلائی اور فلاح کیلئے راضی ہو گئے کہ ان کا بیٹا لازماً دین کا علم سیکھے اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو۔

چنانچه قاری صاحب دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حیدر آباد دکن سے مبارک پور اعظم گڑھ روانہ ہوئے یہ وہ وقت تھا کہ جب حافظ ملت حافظ عبدالعزیز مبارک پوری رحمتہ اللہ فارغ التحصیل ہوکر کہ مبارک پور میں صدر المدرسین کے عھدے پر فائز ہوچکے تھے ، قاری صاحب اسی مدرسے میں تقریباً آٹھ سال تک زیر تعلیم رہے اور یھیں سے قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سند فراغت حاصل کی البتہ چند سیاسی ھنگاموں کی وجہ سے قاری صاحب کی دستار بندی وھاں نہ ھوسکی اور قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ ھنگاموں سے کچھ دن پھلے ھی اپنے گھر تشریف لے آئے تھے اور جب دوبارہ قاری صاحب نے مبارک پور جانے کا ارادہ کیا تو آپ کے والد محترم نے ھنگاموں کے پیش نظر جانے سے منع کردیا ۔ اسی عرصے میں قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریفہ 24 سال تھی ۔ ان دنوں حافظ ملت مبارکپور سے ناگپور تشریف لے آئے اور ناگپور آنے کے بعد آپ نے قاری صاحب کو ایک خط بھی لکھا اور اس خط میں لکھا کہ تمھارے ساتھ پڑھنے والے تمھارے جتنے بھی طالب علم ساتھی ھیں وہ سب یھاں موجود ھیں اور وہ دورۂ حدیث مکمل کرنا چاھتے ھیں لھٰذا تم بھی یھاں آجاؤ اور دورۂ حدیث مکمل کرو چنانچہ قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ ناگپور تشریف لے گئے اور وھاں تین چار مھینے میں دوررۂ حدیث کی تکمیل کی اس کے بعد 1943ء میں دستار فضیلت کا ایک عظیم الشان جلسہ ھوا جس میں آپ کے سراقدس پر دستار فضیلت باندھی گئی اسی اثناء میں ناگپور ھی میں آپ کو ایک ٹیلی گرام ملا کہ والدہ کی طبیعت بھت خراب ھے لھٰذا آپ فوراً ھی گھر آجائیے چنانچہ قاری صاحب قبلہ جب اپنے گھر آئے تو چند ھی دنوں کے بعد آپ کی والدہ محترمہ اس دنیا فانی سے رخصت ھوگئیں والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ کے ھاں ایک صاحبزادی پیدا ھوئیں کچھ دنوں بعد آپ پھر ناگپور تشریف لے آئے ۔ ناگپور تشریف لانے کے بعد آپ نے یھاں ایک جمعہ بھی پڑھایا جن لوگوں نے آپ کے پیچھے جمعہ پڑھا تو وہ آپ کی روحانیت ، قرأت اور محبت رسول ﷺ سے بھرپور تقریر سے بھت متاثر ھوئے اور آپ سے درخواست کی کہ اب آپ مستقل یھیں امامت وخطابت فرمائیں چنانچہ قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مستقل کی قید کے بغیر ان کی اس درخواست کو قبول کیااورناگپور میں امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دیتے رھے اسی اثناء میں آپ کے ھاں دوسری صاحبزادی کی ولادت ھوئی ۔

حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ ناگپور کی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دینے کے ساتھ ساتھ اسی علاقے کے ایک مشھور اسکول ”انجمن اسلامیہ ھائی اسکول “ میں نویں اور دسویں کلاس کے طلباء کو عربی ادب پڑھایا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ قاری صاحب نے اپنے دوستوں کے تعاون سے وھاں ایک تنظیم ”جمعیت طلباء اھلسنّت“ کے نام سے قائم کی اور اسے کافی عرصے تک

چلاتے بھی رھے۔
حضرت قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ نے 21سال کی عمر میں صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ کہ جو سلسلہ قادریہ رضویہ کے روحانی پیشوا تھے ان کے ھاتھ پر بیعت کی۔
قاری صاحب نے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ حضور مجھے کچھ وظیفے کی تعلیم بھی دیجئے تو صدر الشریعہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مصلح الدین یہ جو کچھ کام تم کررھے ھو یھی سب سے بڑا وظیفہ ھے اور پھر صدرالشریعہ ناگپور سے مبارک پور تشریف لے گئے۔
ایک اور موقع پر صدرالشریعہ جب دوبارہ ناگپور تشریف لائے اور جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اور اجلاس سے فارغ ھونے کے بعد حضرت قاری صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور ناگپور کے مشھور علاقے ”چھلواڑہ“ کی طرف روانہ ہوئے اور اس علاقے کے ایک مکان (جو کہ حاجی عبالقادرصاحب کا تھا) میں تشریف لے گئے وھاں ایک عظیم الشان نعت خوانی کی محفل منعقد تھی بے شمار لوگ اس محفل میں موجود تھے اور اس محفل کا کچھ عجیب و غریب ھی رنگ تھا چنانچہ حضرت قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ نے صدر الشریعہ سے درخواست کی کہ حضور میں مولانا جامی رحمتہ اللّٰہ علیہ کے الفاظ میں آپ کی وساطت سے سرکار کریم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں کچھ عرض کرنا چاھتا ھوں تو صدر الشریعہ نے فرمایا ضرور ضرور مصلح الدین کیوں نھیں تو وھاں حضرت قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ نے نعت پڑھی۔
قاری صاحب نے اپنے مخصوص اندازاور پیاری آواز میں نعت پڑھی تو سب پر رقت طاری ھو گئی، حضرت قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ نعت پڑھتے جاتے اور زار و قطار روتے جاتے اور دوسری طرف حضرت صدر الشریعہ رحمتہ اللّٰہ علیہ نے بھی زار و قطار رونا شروع کردیا چنانچہ حضرت قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ نعت پوری نھیں پڑھ سکے اس کے بعد صدر الشریعہ اٹھے اور قاری صاحب سے مخاطب ھوتے ھوئے فرمایا کہ بھت عرصے سے میں چاھتا تھا کہ تم کو خلافت دوں تو مصلح الدین آج وہ موقع آگیامیں تمھیں اپنی خلافت دے رھا ھوں، قاری صاحب نے یہ سنا تو عرض کی حضور میں اس لائق کھاں اور یہ اتنا بھاری کام میں کیسے کرسکوں گا تو صدر الشریعہ رحمتہ اللّٰہ علیہ نے مسکراتے ھوئے فرمایا مصلح الدین صدیقی تم کیوں گھبراتے ھو جس کا یہ کام ھے وہ خود کرے گا۔ لھٰذا 1946ء میں صدر الشریعہ رحمتہ اللّٰہ علیہ نے قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ کو اپنی خلافت سے نوازا اس وقت قاری صاحب رحمتہ اللّٰہ علیہ کی عمر مبارک 29سال تھی۔
قاری صاحب کو نہ صرف صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی خلافت حاصل تھی بلکہ اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ کے چھوٹے صاحبزادے حضور مفتی اعظم ھند مولانا مصطفی رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بھی خلافت حاصل تھی اور اس کے علاوہ مدینے شریف میں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ کی بھی قاری صاحب علیہ الرحمہ کو خلافت حاصل تھی۔

اھلیہ کے انتقال کے بعدحضرت قاری صاحب نے اپنا دوسرا نکاح 20ذوالحجہ 1365ھ بمطابق 15نومبر1946ء کو کیا۔ آپ کی دوسری زوجہ سے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ھیں۔

حیدرآباد دکن کے سقوط کے بعد 1949ء میں بحری جھاز کے ذریعے پاکستان تشریف لے آئے، پاکستان تشریف لانے کے بعد آپ نے واہ کینٹ راولپنڈی میں بھی خطابت فرمائی جھاں تقریباً 19ھزارافراد آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ اس کے بعد قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کراچی تشریف لے آئے اور کھارادر کی مشھور مسجد"اخوند مسجد" جو کہ بانئ پاکستان محمد علی جناح کے برتھ پیلس کے برابر چھاگلہ اسٹریٹ میں واقع ھے تقریباً 19سال بحیثیت خطیب و امام کے آپ نے خدمات سر انجام دیں۔ دارالعلوم امجدیہ جو کہ کراچی کے حوالے سے اھلسنّت و الجماعت کی سب سے مشھور درسگاہ ھے اس درسگاہ کی کمیٹی کے متفقہ فیصلے کے مطابق آپ اس درسگاہ کے مدرس مقرر کئے گئے اور عرصہ دراز تک آپ دارالعلوم امجدیہ کی خدمت کرتے رھے اسی اثناء میں مصلح الدین گارڈن سابقہ کھوڑی گارڈن میمن مسجد کے لئے لوگوں نے خطیب کی ضرورت محسوس کی تو حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مصلح الدین گارڈن سابقہ کھوڑی گارڈن میمن مسجد کی جگہ بھت کشادہ ھے لھٰذا آپ یھاں مستقل خدمت انجام دیجئے تو قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آخری وقت تک اس مسجد کے لئے اپنی خدمات سر انجام دیں۔

قاری صاحب نے جو تحریری کام کئے ان میں واہ کینٹ راولپنڈی کے فتوے ھیں جو انھوں نے تیار کیے اور بیماری کی حالت میں ترمذی شریف کے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات کا ترجمہ بھی کیا اور پھر دل (ھارٹ) کی بیماری کی وجہ سے آپ نے دارالعلوم امجدیہ کی کمیٹی کو اپنا استعفیٰ پیش کیا مگر کمیٹی نے آپ کے استعفے کو قبول نھیں کیا تو آپ نے کمیٹی کے افراد سے کھا کہ پھر میرے لئے دعائیں کی جائیں تاکہ میں اپنے پیرومرشد کے مدرسے کی خدمت کرسکوں۔

قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کا خصوصی فضل و کرم تھا کہ بارہ مرتبہ حج اور مصطفی کریم ﷺ کے روضے مبارکہ کی سعادتوں سے مشرف ھوئے۔

قاری صاحب نے باقاعدہ دو افراد کو اپنی خلافت سے نوازا ان میں ایک شخصیت تو حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم صاحب (بنگلہ دیش) کہ جنھیں قاری صاحب نے اپنی خلافت سے نوازا اور

دوسری شخصیت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی ہے کہ جنہیں قاری صاحب نے مورخہ 27جمادی الثانی 1402ھ بمطابق 22اپریل 1982ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء اپنے خرقہ خلافت اور سند اجازت سے نوازا۔

قاری صاحب علیہ الرحمہ کے بے شمار تلامذہ ہیں کراچی میں آپ کے مشہور شاگرد جو کہ ابھی بقید حیات ہیں ان میں ایک حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب ،حضرت علامہ مفتی محمد عبدالعزیز حنفی صاحب ہیں۔

جب یہ سوال قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا کہ آپ کی آخری خواهش کیا ہے تو قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ جواب دیتے کہ بس میری آخری خواهش یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر کرے ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ:

کل نفس ذائقتہ الموت ﴿پارہ نمبر4، سورئہ آل عمران ، آیت نمبر185﴾

ترجمہ’’ کہ ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے ‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے تحت وہ وقت آگیا 7جمادی الثانی 1403ھ بمطابق 23مارچ 1983ء کے دن دوپہر کے وقت طبیعت بهت زیادہ خراب ہوئی تو قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد شروع کردیاچنانچہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری اور دیگر لوگوں کو فوراً اطلاع دی گئی چنانچہ سب لوگ جمع ہوگئے اور پھر ایمبولینس میں قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو جناح اسپتال کی طرف لے جایا جارہا تھا تو اس وقت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا سراقدس حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی گود میں تھا تقریباً ساڑھے چار بجے قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح آپ کے جسم سے پرواز کر گئی ، اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول مصطفی کریم ﷺ کے دین کا سپاہی مظہر اعلیٰ حضرت ، مولانا جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور حافظ ملت حافظ عبدالعزیز مبارک پوری اور صدرالشریعہ کا نور نظر 67سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے رخصت ہوگیا ۔

انااللہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆